اسلام کے خلاف بکواس، تسلیمہ کی مجبوری

ڈاکٹر صباح اسماعیل ندوی

بنگلہ دیشی ادیبہ تسلیمہ نسرین ایک جاہل، بددماغ، بدزبان اور بدنصیب عورت ہے۔اس کی بکواس سنتے سنتے شریفوں کے کان پک گئے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے کیونکہ اس کے والدین مسلمان تھے لیکن دنیا کا ہر مسلمان اسے اول درجے کا کافر کہتا اور سمجھتا ہے۔ مسلمان وہ نہیں ہوتا جو اپنے بارے میں یہ کہے کہ وہ مسلمان ہے اور دنیا اس کو کافر جانے اور مانے۔ مسلمان وہ ہوتا ہے جو خود بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے اور دنیا بھی اس کو مسلمان جانے اور مانے۔ تسلیمہ اگر خود کو کبھی مسلمان کہتی یا لکھتی ہے تو اس لئے نہیں کہ اسے اسلام پسند ہے اور وہ اسلام سے راضی ہے بلکہ اسلئے کہ وہ اپنے اس اعلان اور پہچان سے اسلام اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ بدنام کر سکے اور ان کو نقصان پہنچا سکے۔

۲۵ اگست ۱۹۶۲ کو میمن سنگھ، بنگلہ دیش میں جنم لینے والی ۴۹ سالہ ادیبہ جس نے بدنام زمانہ ناول 'لجا' سے اپنی بدنامی اور خانہ بدوشی کا آغاز کیا تھا۔ اس وقت سے آج تک اس کی فحش گوئی کا سلسلہ جاری ہے۔ اس نے اسلام، شعائر اسلام اور اسلام پسندوں کے خلاف بہت کچھ بولا اور لکھا ہے اور مرتے دم تک وہ اس کو جاری رکھنے پر مجبور ہے۔ اب اگر اس نے اپنے ہذیان سے توبہ کیا تو وہ توبہ خود اس کی موت کا اعلان بن سکتا ہے اتنی بات وہ وہ خوب سمجھتی ہے۔ اس کی موجودہ حالت اس ظالم آدمی کی طرح ہے جو کسی طرح ایک شیر پر سوار ہو گیا ہے۔ شیر کی سواری کے سبب دوسرے مظلوم انسان تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے لیکن اب اگر وہ شیر کی پیٹھ سے نیچے اترتا ہے تو وہ شیر خود اس کو موت کی گھاٹ اتار دے گا۔ تسلیمہ نسرین اس آدم خور شیر کی پیٹھ پر سوار ہے جس کا نام مسلم مخالف صہیونی قوت ہے۔ یہ مسلم مخالف صہیونی قوت روز اول سے اسلام کے خلاف برسرپیکار ہے۔ اس کا کام اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنا اور اسلام کو بدنام کرنے کیلئے اس میں کیڑے نکالنے کی کوششیں کرنا ہے۔ اس کام کیلئے وہ جہاں اپنے لوگوں کو استعمال کرتی ہے وہیں مسلمانوں میں سے بھی ایسے مردوں اور عورتوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو مذہب سے بغاوت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ یہ مسلم مخالف صہیونی اور طاغوتی قوت ایسے لوگوں کی پشت پناہی کرتی ہے اور دنیا میں ان کا ولی بن کر ان کو ظلمات میں گھوڑے دوڑانے میں مدد کرتی ہے۔ جب تسلیمہ نے اسلام کے خلاف زہر اگلا اور بنگلہ دیش کے اسلام پسندوں نے اسے ملک سے فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تو اس طاغوتی قوت نے اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ تب سے اب تک وہ اس طاغوتی شیر کی پیٹھ پر سواری کر رہی ہے۔ اب اگر وہ اس شیر سے نیچے اترتی ہے تو مسلم سماج تو شاید اسے معاف بھی کر دے مگر خود طاغوتی شیر اس کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔

اپنی اسی مجبوری کے تحت تسلیمہ نسرین نے گزشتہ دنوں پھر سے اسلام کے خلاف بکواس کی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ

تسلیمہ نسرین نے جو بکواس کی ہے اس پر تبصرہ کیا جائے کیونکہ بکواس بہر حال بکواس ہے۔ کسی بھی بکواس پر بہتر تبصرہ یہ ہے کہ اس پر کوئی تبصرہ نہ کیا جائے۔ پریشانی یہ ہے کہ مسلم مخالف میڈیا تسلیمہ کی بکواس کو ہتھیار بناتا اور اس کے ذریعہ سادہ لوح انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب اگر اس کی وضاحت کی کوشش نہ کی جائے تو یہ بات عقل و دانش اور دین و مذہب کے خلاف جاتی ہے۔

ذی الحجہ کے اس مہینے میں جبکہ دنیا بھر سے مسلمان مرکز اسلام خانہ کعبہ میں جمع ہوتے ہیں اور اہم ترین اسلامی فریضہ حج کی ادائیگی کرتے ہیں، اس موقع پر اپنی ہرزہ سرائی کا سلسلہ دراز کرتے ہوئے تسلیمہ نسرین نے کہا ہے کہ ''جس شیطان کو خدا نہیں ختم کر سکا اس شیطان کو حجاج کنکریاں مار کر کیسے ختم کر سکتے ہیں؟'' اب ہم ایک اندھے کو یہ کیسے بتائیں کہ سورج کی روشنی کیسی ہوتی ہے۔ جو نہ خدا کو جانتا ہے، نہ خدا کے پیغمبروں کو مانتا ہے، جسے انسانی تاریخ سے کوئی واقفیت نہیں ہے، جس کو جغرافیہ سے کوئی نسبت نہیں ہے، جو انسان کے جسمانی نظام کو نہیں جانتا، جو انسان کے روحانی نظام کو نہیں مانتا، جسے نہ اندر کے شیطان کی خبر ہے نہ باہر کے شیطان سے واقفیت ہے۔ جو جاہل ہے ایک دم جاہل۔ جسے اس عظیم کائنات کی بڑی بڑی چیزیں تو کجا اس زمین کی معمولی چیزوں تک کی حقیقت معلوم نہیں ہے۔ جو ایک کنکری کی حقیقت کو بھی نہیں سمجھتا۔ جسے کنکری سے بھی واقفیت نہیں ہے وہ کنکری مارنے کے علامتی، جسمانی و روحانی عمل کو کیسے سمجھے گا۔ اب تسلیمہ کو یہ کون بتائے کہ بات شیطان کو ختم کرنے کی نہیں شیطان کو کنکری مارنے کی ہے۔ شیطان کو قیامت تک باقی رہنے کی اجازت خود خداوند قدوس نے دے رکھی ہے۔ شیطان نے انسان کو آخری دن تک بہکاتے رہنے کی اجازت مانگی تھی جسے انسانوں کے امتحان کیلئے اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی میں قبول فرمالیا تھا۔ اور جس شیطان کو حج کے موقع پر کنکری ماری جاتی ہے وہ شیطان نہیں ہے پتھر کا کھمبا ہے۔ وہ ایک علامت ہے شیطان کی۔ شیطان تو تسلیمہ کے گندے دماغ اور گندی زبان پر بیٹھا ہے۔

بدزبان تسلیمہ نے رسم قربانی پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی جہالت و خباثت کا مظاہرہ اس طرح کیا ہے کہ ''کیا وہ خدا عظیم ہو سکتا ہے جو بے شمار جانوروں کا خون مانگتا ہے۔'' کوئی اسے کیسے بتائے کہ وہ خدا کتنا عظیم اور رحیم ہے جو انسانوں سے جانوروں کی قربانی مانگتا ہے اور اس کے بدلے میں ان کو اولاد کی قربانی کے برابر ثواب دیتا ہے۔ اگر زندگی دینے والا مالک انسانوں کو اولاد قربان کرنے کا حکم دے دیتا تو کیا انسان اس سے بچ کر بھاگ سکتا تھا؟ اس نے تو بس جانوروں کی قربانی کا حکم دیا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ قربانی کے جانور کے گوشت اور خون سے اللہ کو کوئی مطلب نہیں ہے۔ خون بہنے کی چیز ہے وہ بہہ جاتا ہے اور گوشت تمہارے کھانے کیلئے ہے جسے تم شوق سے کھاتے ہو۔ تم اگر قربانی نہ بھی پیش کرو تو بھی تو تم گوشت کیلئے جانور ذبح کرتے ہی ہو۔ اور اللہ نے جانور پیدا ہی اس لئے کئے ہیں کہ تم ان سے فائدہ اٹھاؤ، کسی کو تم کھاتے ہو، کسی پر سواری کرتے ہو اور کوئی تمہاری اور تمہاری دنیا کی خدمت کسی اور شکل میں کرتا ہے۔ اللہ تو بس تمہارا تقویٰ، تمہارا جذبہ اور تمہاری نیت دیکھتا ہے۔ نادان تسلیمہ کو قربانی میں اگر کچھ دکھائی دیا تو وہ بس جانور کا خون اور اس کا گوشت تھا اور یہ وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ کو کوئی مطلب نہیں ہے۔ اندھی تسلیمہ آخر اس جذبہ و نیت کو کیسے دیکھ اور سمجھ سکتی ہے جو قربانی کی اصل چیز ہے۔

بات یہاں ختم ہوتی ہے کہ تسلیمہ خود تو ایک اندھی عورت ہے مگر اس کو داناؤں اور بیناؤں کی دنیا پر تبصرہ کرنے کا جنون ہے اور اس کا یہ جنون اس سے ایسی باتیں کرواتا ہے جن کا حقیقت سے دور کا کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ مگر وہ اپنے حالات کے سبب اس سے باز بھی نہیں آسکتی۔ اسے زندہ رہنے کیلئے یہ سب کرتے رہنا ہے۔ یہ اس کی لاچاری و مجبوری کی انتہا ہے کہ وہ زندگی سے بھاگ کر موت کے دامن میں بھی پناہ نہیں لے سکتی۔ وہاں تو فرشتے اس کو سزائیں دینے کیلئے بے قرار کھڑے ہیں۔